اسمٰعیل میرٹھی

(1917 — 1844)

محمد اسمٰعیل نام، اسمٰعیل تخلص تھا، میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ اس دور کے رواج کے مطابق انھوں نے ابتدائی تعلیم گھر پر مکمل کی۔ میرٹھ کے ایک عالم، رحیم بیگ سے فارسی زبان کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ انگریزی زبان میں بھی مہارت حاصل کر کے انجینیئرنگ کا کورس پاس کیا۔ قوم کے بچوں کی تعلیم میں دلچسپی کی وجہ سے انھوں نے معلّمی کا پیشہ اختیار کیا۔ اپنے عہد کے اہم شاعروں مثلاً حالی اور شبلی کی طرح مولوی اسمٰعیل میرٹھی نے بھی اپنی شاعری کو بڑوں اور بچوں دونوں کے لیے تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنایا اور درسی کتابیں بھی لکھیں۔ انھوں نے سادہ اور سلیس زبان میں اردو سکھانے کے ساتھ ان کتابوں میں اخلاقی موضوعات کو اس خوبی سے شامل کیا کہ پڑھنے والے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کے زیور سے بھی آراستہ ہوسکیں۔ اسمٰعیل میرٹھی نے ایسی کئی نظمیں لکھی ہیں جو صرف بچوں کے لیے ہیں اور ہر عہد میں ان کی معنویت اور افادیت برقرار رہی ہے۔ اسمٰعیل میرٹھی کا کلام ''کلّیاتِ اسمٰعیل'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

آبِ زُلال

دکھاؤ کچھ طبیعت کی روانی
جو دانا ہو تو سمجھو کیا ہے پانی

یہ مل کر دو ہواؤں سے بنا ہے
گرہ کُھل جائے تو فوراً ہَوا ہے

نظر ڈھونڈے مگر کچھ بھی نہ پائے
زباں چکھّے مزہ ہرگز نہ آئے

ہَواؤں میں لگایا خوب پھندا
انوکھا ہے تری قدرت کا دھندا

نہیں مشکل اگر تیری رضا ہو
ہَوا پانی ہو اور پانی ہوا ہو

مزاج اُس کو دیا ہے نرم کیسا
جگہ جیسی ملے بن جائے ویسا

نہیں کرتا جگہ کی کچھ شکایت
طبیعت میں رسائی ہے نہایت

نہیں کرتا کسی برتن سے کھٹ پٹ
ہر اک سانچے میں ڈھل جاتا ہے جھٹ پٹ

نہ ہو صدمے سے ہرگز ریزہ ریزہ
نہ ہو زخمی اگر لگ جائے نیزہ

نہ اُس کو تیر سے تلوار سے خوف
نہ اُس کو توپ کی بھرمار سے خوف

تواضع سے سدا پستی میں بہنا
جفا سہنا مگر ہموار رہنا

نہیں ہے سرکشی سے کچھ سروکار
نہ دیکھو گے کبھی تم اُس کا انبار

خزانہ گر بلندی پر نہ ہوتا
تو فوّارے سے وہ باہر نہ ہوتا

جو ہلکا ہو اُسے سر پر اُٹھائے
جو بھاری ہو اُسے غوطہ کھلائے

نہ جلتا ہے نہ گلتا ہے نہ سڑتا
نِرا پانی نہیں ہرگز بگڑتا

کسی عنوان سے ہوگا نہ نابود
وہی پانی کا پانی دودھ کا دودھ

© NCERT not to be republished

لگے گرمی تو اُڑ جائے ہَوا پر
پڑے سردی تو بن جاتا ہے پتھّر

ہَوا میں مل کے غائب ہو نظر سے
کبھی اوپر سے بادل بن کے برسے

ہوا پر چڑھ کے پہنچے سیکڑوں کوس
کبھی اولا کبھی پالا کبھی اوس

گُہر ہے بھاپ ہے پانی ہے یا برف
کئی صیغوں میں ہے ایک اصل کی صَرف

اُسی کے دم سے دنیا میں ترَی ہے
اُسی کی چاہ سے کھیتی ہری ہے

پھلوں میں پھول میں ہر پنکھڑی میں
ہر اک ٹہنی میں ہر بوٹی جڑی میں

ہر اک ریشے میں ہے اُس کی رسائی
غِذا ہے جڑ سے کونپل تک چڑھائی

پَھلوں کا ہے اُسی سے تازہ چہرہ
اُسی کے سر پہ ہے پھولوں کا سہرا

اُسی کو پی کے جیتے ہیں سب انساں
اُسی سے تازہ دَم ہیں سارے حَیواں

یہی معدے کو پہنچاتا رَسَد ہے
یہی تخلیق میں کرتا مدد ہے

عمارت کا بسایا اُس نے کھیڑا
تجارت کا کیا ہے پار بیڑا

زراعت اس کی موروثی اسامی
صناعت کے بھی اوزاروں کا حامی

کہیں ساگر کہیں کھاڑی کہیں جھیل
کہیں جمنا کہیں گنگا کہیں نیل

یہی پہلے زمیں پر موج زن تھا
نہ میداں تھا نہ پربت تھا نہ بَن تھا

زمیں پوشیدہ تھی اُس کے بغل میں
نہ تھا کچھ فرق جل میں اور تھل میں

نہ بستی تھی نہ ٹاپوٗ تھا کہیں پر
اُسی کا دَور دورہ تھا زمیں پر

مگر دنیا میں یکسانی کہاں ہے
جو اَب دیکھو تو وہ پانی کہاں ہے

یہاں ہر چیز ہے کروٹ بدلتی
ہر اک حالت ہے چڑھتی اور ڈھلتی

کوئی شے ہو، ہَوا ہو یا ہو پانی
سبھی کو ہے بُڑھاپا اور جوانی

رہا باقی نہ وہ پانی کا ریلا
اُسے خشکی نے پستی میں دھکیلا

زمیں آہستہ آہستہ گئی چوس
چھپائے مال کو جس طرح کنجوس

© NCERT not to be republished

تری کا جب کہ دامن ہوگیا چاک
تو خشکی نے اُڑائی جابہ جا خاک

پہاڑ اُبھرے ہوئے میدان پیدا
ہوئے میداں میں نخلستان پیدا

تری کا گو ابھی پلّہ ہے بھاری
لڑائی ہے مگر دونوں میں جاری

کیا کرتے ہیں دونوں کاٹ اور چھانٹ
چلی جاتی ہے باہم لاگ اور ڈانٹ

تری ہر دم چلی جاتی ہے اٹتی
کبھی خشکی بھی ہے کایا پلٹتی

تری کا تین چوتھائی میں ہے راج
تو خشکی ایک چوتھائی میں ہے آج

نہیں چلتی تری کی سینہ زوری
زمیں اِک روز رہ جائے گی کوری

پہن رکھا تھا جب آبی لبادہ
مٹاپا بھی زمیں کا تھا زیادہ

مگر اب دن بہ دن چڑھتی ہے خشکی
تری گھٹتی ہے اور بڑھتی ہے خشکی

کمی بیشی نہیں آتی نظر کچھ
بہت عمروں میں ہوتا ہے اثر کچھ

(اسمٰعیل میرٹھی)

سوالات

1. پانی کے سدا پستی میں بہنے کی شاعر نے کیا وجہ بیان کی ہے؟
2. پانی کے پتھر بن جانے سے کیا مراد ہے؟
3. جب کہیں بستی اور ٹاپو نہیں تھے تو زمین پر کس کا دَور دَورہ تھا؟
4. زمین کے تین چوتھائی حصّے میں کس کا راج ہے؟
5. شاعر نے ''آبِ زُلال'' کی کیا خوبیاں بیان کی ہیں؟

© NCERT not to be republished